







فَسْتَذَكِّرُونَ مَا أَقُولَ لَكُمْ

اسلامی جذبات عالیہ کا مرقع

یعنی

# انیمہ حرم

ہیں

فخر نسوان ہند محترمہ زرخ ش صاحبہ

کے گہرا تخیل نے شعر کے موتی صفوقطاس پر کھیرے ہیں

اور حقوق نسواں کی حمایت منزهتانی کا حق ادا کیا ہے

۱۹۲۱ء

دارالاشاعت پبلیکیشنز لاہور



فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ

# ایمنیسم

مُصَنَّفُهُ

ز۔خ۔شش (علی گڑھی)



دارالاشاعت پنجاب لاہور





صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵	انتساب	۱
۷	ترانہ حمد	۲
۹	آئینہ حرم	۳
۲۲	عالم نسواں میں انقلاب	۴
۲۴	تصادم رواج و شرع	۵
۲۶	بہنوں سے دو دو باتیں	۶
۲۸	مہذب بہنوں سے خطاب	۷
۲۹	دام فریب	۸
۳۰	چمیت یارانِ طریقت! بعد ازیں تدبیر ما	۹
۳۳	قدومِ میمنتِ ملزوم	۱۰
۳۵	ثمر کا شجر سے خطاب	۱۱





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## انتساب

مدہ عنان تعلق بہ حسن ہر فردہ  
برآر دستے و بردوش آفتاب انداز  
(عرفی)

یہ آنسوؤں کی لڑی۔ یہ درد کی تڑپ۔ یہ سوزش کی آہ۔ ہاں ایک فریادی  
کا استرغام۔ ایک ناشاد کی نوہ گری۔ ایک زخمی کی چیخ۔ یعنی کتاب آئینہ حرم۔  
اسلام کے اس سچے شیدائی۔ تعلیم نسواں کے اس زبردست حامی کے نام  
نامی سے منسوب و معنون کی جاتی ہے جس کا فیضان تربیت اس مجموعہ  
پریشان خیالی کی تسوید و تنشید کا معنوی سبب ہے اور جس کی قومی محبت  
دراشتی اثر و نسلی خصوصیت کے طور پر خاکسار مصنفہ کی رگ و پے میں سرایت  
کئے ہوئے ہے۔ یا

دوسرے نفلوں میں

كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ کے عام اصول کی متابعت میں دریا کے

سامنے قطرہ - خورشید کے حضور ذرہ - گلشن کے پاس پھول گرہ چور دیم نسبت  
 بزرگ " کا فخر یہ کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی سعی بے حقیقت کو ہدیتاً پیش کر رہے ہیں  
 امید ہے

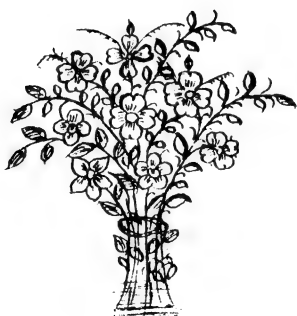
کہ میرے جان سے زیادہ پیارے والد ماجد و ام نطلہ العالی اس نذر محقر  
 کو خوشی کے ساتھ شرف قبولیت مرحمت فرمائیں گے  
 ہم تم بدرقہ راہ کن - اے طائر قدس  
 کہ دراز است رہ منزل و من نو سفرم





بینائی سے غمی محروم نظر۔ پردے میں نہیں تھا نورِ نثر  
 جب آنکھ سے نکلی گردِ خودی۔ دل ہی نظر آیا طورِ نثر  
 کیوں شعلے پلک جھپکاتے ہیں۔ کیوں تارے فلک چمکاتے ہیں  
 ہاں حسن ہمیں دکھلاتے ہیں۔ انوارِ قریب و دورِ نثر  
 ہر سمت ہے بزمِ ذکرِ بیا۔ کیا فرشِ زمیں۔ کیا دوشِ ہوا  
 کرتا ہے شنا چو پایہ تری۔ گاتا ہے بھجنِ عصفورِ نثر  
 اس کارِ گم غم سازی میں۔ رکھتے ہیں سہارا سے مالک  
 کُل میکش اہل سرمایہ۔ کل غرقِ عرقِ مزدورِ نثر  
 ہر کو کہنی کا تلخیِ چشم۔ ہے تیری امیدِ فضل پہ خوش  
 محتاج ہے کامِ شیریں میں۔ ہر خسرو ہر شاہ پورِ نثر  
 اے بادشاہِ اعلیٰ و اجل! ہے ہاتھ میں تیرے دہر کی کل  
 ممکن ہی نہیں ناخیرِ عمل کا شاکِ ہو منشورِ نثر  
 یکساں نہ رہا۔ قائم نہ رہا۔ انسان کا عمل۔ انسان کا سخن  
 ٹوٹا ہی نہیں۔ بدلا ہی نہیں۔ قانونِ نثر۔ دستورِ نثر

حیراں ہوں مرض جانا ہے کہاں کس کنج میں غم ہوتا ہے نہاں  
 لیتا ہے بقصد چارہ جاں۔ جب نام دل رنجور ترا  
 حاجت ہے مجھے تفہیم کی کیا۔ ہاں خود ہی سمجھ۔ ہاں خود ہی بتا  
 عاشق ہے شہید تیغ رضا۔ یا حسن پرست حور ترا  
 اے میرے خدا! اے میرے خدا! کس طرح کئے شکرانہ ادا  
 اک ذرہ بے مقدار ترا۔ اک مضغہ بے مقدور ترا  
 سُبْحَانَكَ يَا ذَا الْمَجْدِ پڑھے۔ غُفْرَانَكَ اللَّهُمَّ کہے  
 ہر ڈھب سے لبِ ذرخ پہ ہے۔ اے بار خدا! مذکور ترا





میں نے مانا۔ کہ خموشی ہے بیاں سے بہتر <sup>فقط</sup> لب پیوستہ۔ لب شہد فشاں سے بہتر  
صبر شیون سے۔ شکیبائی فغاں سے بہتر <sup>فقط</sup> دل ہے اسرار کے رہنے کو زباں سے بہتر  
پر ہر اک شے کے لئے صد ہے معین لوگو  
ضابطہ ورد ہو کب تک جگر زن لوگو

مہم سے تا بلخ ظلم اٹھائے صدیوں <sup>فقط</sup> تیر پرتیر دل خستہ نے کھائے صدیوں  
چپکے چپکے گہرا شک لٹائے صدیوں <sup>فقط</sup> قصص حسرت دل۔ دل کو سناے صدیوں  
صنف غالب میں گر اس صبر و سکون کا شہ  
سعی و تفتیش سے مل جائے تو میرا دم

عجب و پندار و تکبر ہے جو اں پنبہ گوش <sup>فقط</sup> مہرباں بھی ہے پابندی و ضلع کا جوش  
نہیں جوں مرغِ سحر سیرِ خراش اپنا خروش <sup>فقط</sup> شمع سان شب کو میں گریاں تو سحر کو ناموش  
وہ ہیں شاداں کہ "تظلم میں جو ماہر ہیں تو ہم"  
ہم ہیں نازاں کہ "طبیعت پہ جو قادر ہیں تو ہم"

بھائیو! آہ رہے سینہ میں مد فوں کب تک <sup>فقط</sup> دل ہی دل میں گلے طالع و اثروں کب تک

آستین سے ہونہاں دیدہ پر خون کب تک  
 غم کو پوشیدہ رکھے خاطر مخروں کب تک  
 حال دل کیوں نہ کہیں؟ منہ میں باں رکھتے ہیں  
 ہم بھی پہلو میں دل۔ اور جسم میں جاں رکھتے ہیں  
 دل کو ارماں کہ زن ہند کا کچھ حال لکھو  
 طبع حیراں کہ میں الفاظ کہاں سے لاؤں  
 میں پریشان کہ پشیمان نہ کہے بخت زبوں  
 ہاں۔ کبھی بات پرانی ہے۔ کہوں یا نہ کہوں  
 آگیا لب پہ مگر ذوق مکمل سے سغن  
 منہ پرانی بھی کہیں کتی ہے؟ اے مشفق من

کیا کہوں کیسے الم دیدہ و ناشاد ہیں ہم  
 خستہ جور ہیں ہم۔ کشتہ بیداد ہیں ہم  
 تختہ مشق شاں بازی صیاد ہیں ہم  
 آدمی کا ہیکو میں۔ پیکر فلاد ہیں ہم  
 ہائے یہ ظلم۔ کہ بے جرم چلائیں خنجر  
 اس پہ یہ حکم۔ کہ فریاد نہ آئے لب پر

ہم کو کیا علم۔ کہ کیا شے ہے مزا دنیا کا  
 نہ یہ معلوم۔ خوشی نام ہے کس چڑیا کا  
 آہ بے جرم ہمیں صنف قوی نے ناکا  
 تختہ مشق بنایا ستم بے جا کا  
 آج انساں کے فضائل سے ہیں دونوں محروم  
 ایک تفسیر جہول۔ ایک ہے تفسیر ظلم

پاسے بندی ہے ہر اک شخص کو سرمایہ تنگ  
 اک زن شرق ہے بیدا و کش قید فرنگ  
 رہتے ہیں وسعت دنیا میں سدا جان سے تنگ  
 ہم میں اور عیش میں ہے فاصلہ صد فرنگ  
 زندگی ہے کہ مصیبت کا اک افسانہ ہے  
 دل مخروں ہے کہ حسرت کا سیہ خانہ ہے

بار ہیں دہریہ ناخواستہ مہماں کی طرح  
 مہر گرما کی طرح۔ برف زمناں کی طرح

لَا اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْماً جَهُوْلاً۔ درحقیقت انسان بڑا ہی ظالم بڑا ہی نادان ہے۔ (الآیہ ۲)

وحشی و جاہل و بے علم ہیں حیواں کی طرح دائم انہیں ہیں ہم قاتل انسان کی طرح

بے حس و بے حرکت۔ بے ہنس و سرائگندہ

بچہ در دست حوال۔ مردہ بدست زندہ

اس سے تشبیہ نہ دو بے بسی نسواں کو رخصت سیر چراگاہ ہے جب حیواں کو

ہے قفس میں بھی یہ سکھ بیل خوش الحان کو یاد کر سکتی ہے زور و کے گل خنداں کو

نہ ترپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے

گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

آتش ظلم سے دنیا ہوئی دوزخ ہم پر پھونک ڈالا تپ دق بن کے غلوں نے اکثر

بے اجل مرتے ہیں ترخانہ کے اندر گھٹ کر میں جرتنگی میں منافق کی محد سے بدتر

ڈاکٹر کہتے ہیں ”درکھو لو۔ ہوا آنے دو“

سنگدل کہتے ہیں ”ہرگز نہیں۔ مرجانے دو“

حرف ”عزت“ سے نہیں کان ہمارے آگاہ سرفروخت رخ نسواں میں ہے ذلت کی نگاہ

کہتے ہیں اپنے نفوق کا ہے قرآن گواہ مصحف رب یہ یہ بتائیں۔ عیاذ باللہ

کون یہ کہ کے بنے کشتنی و قابل دار

ترجمہ کیجئے نہ تو اٹم کا۔ آقا۔ سرکار

اور اگر چہن و چرا کا کوئی کر بیٹھے گناہ ترشا ترشا یا جواب اسکو یہ موجود ہے آہ

”فتنہ پرداز۔ ریاکار۔ فریبی۔ گمراہ آپ بھی طالب عزت ہوئیں۔ سبحان اللہ“

ہو گیا۔ آہ اسی بے ادبی سے رسوا

فرقہ فاطمہ و عائشہ صدیقہ

خود بھلے بنتے ہیں اوروں کو برا کہتے ہیں ”ناقص العقل“ ہیں یہ عقلا کہتے ہیں



پُر دغا کہتے ہیں ”بے مہر و وفا“ کہتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں

کو تو انوں سے ٹریں چور۔ ستم ہے کہ نہیں

یہ تماشہ سببِ غصہ و غم ہے کہ نہیں

اور نو کہتے ہیں ”ہم سے جو سوہنیں ہیں تم“ کہ پڑی ایڈتی ہو پہنے حریر و قافم

بنکر اسبابِ معیشت میں یہاں پوش میں گم وقف گردش میں سدا صورت پہانہ و خم

زن پر شوہر ہے شرر بار ستم۔ ہائے ستم

اس صفائی سے پھر اکار ستم۔ ہائے ستم

جسمِ اسلام کو افکار کیا۔ ظلم کیا نصف محمود کو بے کار کیا۔ ظلم کیا

بے زباں صورت و پوار کیا۔ ظلم کیا منہم پھر سر بازار کیا۔ ظلم کیا

کر کے بدنام بلا رنج و تاسف ہم کو

پا بزنخیر کیا صورت یوسفؑ ہم کو

ان کو رہ گئے ستا تہ ہے یہ بے اصل خیال گھر میں پڑھ لکھ کے خواتین کا رکنا ہے محال

کہیں اُٹھے نہ مساوات کا خمیز سوال کہیں ہو جائے نہ مردوں کی حکومت کا زوال

ہائے ان خود غرضوں کو نہیں اتنی بھی خبر

زوجہ جاہلہ ہے آفتِ جان شوہر

آئیے جاہلہ کا آپ کو دکھلاؤں گھر پھر گیا بوئے غلاطت سے قدم رکھتے ہی سر

ظلمت و دوسرے قوتِ غسلِ چشم و نظر گرد و جاروب سے سینہ میں نہیں دم کا گزر

کیا نہیں دشمنِ جان نانی کا گندہ پانی

”کیں تیں را پو جواب است؟ تو ہم میرا“

سرخیاں جا کے سڈیروں پر لڑیں چون چون آ رہا جائے کاسٹ نیچے اڑا اڑا رہوں

ظرفِ ناشتہ مثالِ سر عاصی ہیں نگوں زار و سگ کیلئے پس خوردہ ہے طعمِ موزوں

بل کے دونوں نے عجب شور مچا رکھا ہے  
 مدح بیگم سے مکان سر پہ اٹھا رکھا ہے  
 کتھے چوڑے سے ہے اس طرح نقش دیا  
 نقش دیوار ہو کر دیکھ لے مانی اک بار  
 جھاڑ فانوس کی تڑپیں سے ہوں میں غبا  
 اک نظر دیکھ لو گر مکڑی کے جالوں کی بہا  
 نہیں محدود بشر تک کرم شاہ نشین  
 بھڑکا چھٹنا ہے کہیں گھونسل چڑیا کا کہیں  
 چار پائی پر۔ اسی کمرہ کی دائیں جانب  
 پاندان کھولے ہوئے بیٹھی میں بیگم صاحب  
 پاس ہی فرش پہ ماما ہے نظر کی طالب  
 جس کے ملبوس کی بدبو ہے خرد کی سائب  
 بڑبڑاتی ہے کبھی یہ۔ کبھی وہ جینتی ہیں  
 دیکھنا حاکم و محکوم کی تو تو میں میں  
 سامنے کمرہ ہے اک مختصر وتیرہ وتار  
 تازہ و صاف ہوا جس میں نہیں پاتی بار  
 آنکھ ہو جاتی ہے جب خستہ سعی دیار  
 تب کہیں جا کے نظر آتی ہے شکل بیمار  
 ایک دو شیزہ کم سن ہے مسہری پہ دراز  
 واہ رے حسن امراض میں بھی ہے تو دیدہ نواز  
 تن پہ پوشاک نہیں میل بھری صافی ہے  
 جس کی رنگت سے خجل عقل کی کشافی ہے  
 پھر غضب یہ کہ حفاظت کو بھی ناکافی ہے  
 کستی ہوں اوپر سے دل سے کہ خدا شافی ہے  
 صادق الملک بہادر تو ہیں پر سان مزاج  
 عملاً حضرت شمس العلماء کا ہے علاج  
 آہ اے بے خبر لذت جاں شیریں  
 تیری دشمن ہے تری مادر زار و عکس  
 پائزن کہتے ہیں کس کو؟ اُسے معلوم نہیں  
 کان کی ہے جو دو اتجہ کو پلا دے نہ کہیں  
 لے دیگی وغیرہ پونچھنے صاف کرنے کا کپڑا جسے ”جھاڑ“ بھی کہتے ہیں + لے Poisson زہر

اف دواؤں کی یہ آلودگی گرد و غبار

ڈرے کر دے نہ تجھے اور زیادہ بیمار

مان کا ہر دم سخن یاس فزا فرمانا بیٹھے بیٹھے وہ سر آشک آنکھ میں بھر بھر لانا  
شور کرتے ہوئے بچوں کا وہ گھس گھس آنا میوہ فصل ترے سامنے لا کر کھانا

آہ اس ظلم کے معنی ہیں بہت فاش عیاں

جہل دیوی یہ یہاں بھینٹ چڑھ چکی اک جاں

محنت شاقہ سے تھک کے میاں آیا گھر نالہ طفل سے پایا ہے ہپا اک محشر  
وصپ جھاتے ہوئے ماں پوچھتی ہے چلا کر ”نامراد! اب تو نہ جائیگا کبھی کوٹھے پر

جھٹ پٹا وقت ہے ظالم اکھلے میاں میں جا

ہو گیا یوں ہی تو پریوں کا بہن پر سایا

روکے بولا پستراں! کوئی دیوانہ ہوں اب اگر جاؤں تو اتنا ہی بڑا مر جاؤں  
ماں کے پنجے سے رہا ہو کے دیا کو سالیوں ”بڑی آپا کی طرح تو بھی لگی تھوکنے خوں“

دیکھنا جنگ کا نظارہ۔ ادھر ہیں مادر

نخت دل سلمہ اللہ تعالیٰ میں ادھر

یہ وہی راحت و آرام ہے۔ اے اہل شعور جس کی دھن میں زن جاہل ہوتی تھکنٹھو  
گھر کی بی بی کا ہو جب دیدہ باطن بے نور اس کو کیا علم کہ تیرے لئے راحت ہے فرو

کیسے ممکن ہے سمجھ میں نہیں آتا واللہ

زوجہ جاہلہ و شوہر عالم کا نباہ

مانم ترکی و ایران سے وہاں جامداری یاں پھٹے چیتھڑے۔ اور مشغلہ بخیہ گری  
شیر سے معرکہ آرا ہے وہاں مرد جری دیکھ کر غوک کو یاں ”ہائے مری۔ ہائے مری“

شوق طیارہ میں اڑنے کا شب و روز وہاں

ریل کے نام سے اٹھتا ہے یہاں ل میں دھواں  
تیری اہلیہ جو بے علم ہے مرد معقول پسر خادوم ملت کی توقع ہے فضول  
باں کی آغوش ہے بچہ کا وہ پہلا اکول جس کے اسباق کی تارگ نہیں ممکن بھول  
دور ہوتا اثر جہل گر اس مکتب سے

ہم نہ رہتے صف اقوام میں پیچھے سب سے  
یاد ایام کہ تھا بخت فدائے مسلم ڈھونڈتے تھے فلک ارض ضلے مسلم  
دل ہر قل کو ہلاتی تھی ندائے مسلم تاج ایران نکھار یرکف پائے مسلم  
رَبَّنَا اَنْتُمْ اَلَا عَلَوْنَ تھا اس کے لائق  
قَوْلِ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ اس پر صادق

ہم تھے اس عہد ہایوں میں زیوں شق ستم بے دل و روح اندھا دھند نہ کیلاتے تھے ہم  
قص خشت میں گھٹ گھٹ کے نکلتا تھا دم ہم نے کھائی نہ تھی یوں گھر سے نکلنے کی قسم

عضو مغلوب کی مانند نہ بیکار تھے ہم  
قصر اسلام کی تعمیر میں معمار تھے ہم  
ہم سے خالی نہ تھی یوں انجمن قائل قول نہ گرایا تھا ہمیں صورت حرف معلول  
عائشہ کے دہن پاک سے جھڑتے تھے جو بھول آج تک ہیں وہ بہار چمن شرع رسول  
عرصہ جنگ میں بھی ہم نے کئے کار و قیام  
صنف نازک سے نہ تھی خولہ جانباز و شجاع

لَا تَقْنُؤْا وَلَا تَحْزَنْوْا اِنَّكُمْ اَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ رست و گلن نہ ہو اگر  
تم مومن ہو تو (ضرور) علوم رتب حاصل کرو گے۔ (الایہ) +

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَنْصَحْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دینا۔ آج  
میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم کو اتمام نعمت مشرف فرمایا۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ (الایہ)

بزم میں مخفی و خنسا کی فصاحت دیکھو      رزم میں اردہ و اسما کی شجاعت دیکھو  
 چاند بی بی کی - رضیہ کی - حکومت دیکھو      نور ایوان جہانگیر کی سیرت دیکھو  
 علم کی بھوک میں لیتے تھے کینروں سے خوراک  
 ابن ہارون کبھی - اور کبھی ابن سماک

زندگانی ہے جن اقوام پر سو جاں سے نثار      جن کی ہے حریت اک بندہ فرماں بردار  
 مڑ گئی جن کی طرف توسن عزت کی ہوا      پھر گئی جن کی طرف چشمِ رضاے غفار  
 پیچھے قابض ہوئیں زمینت کدہ دنیا پر  
 پہلے پہنایا خواتین کو علمی زیور

کرۂ ارض کا وہ خطہ محکوم و غلام      دونوں ہاتھوں سے ترقی نے کیا جس کو سلام  
 جس کو کہتے تھے کبھی ”منزل وحی والہام“      گو بختا تھا کبھی توحید کا جس میں پیغام  
 جس پر اب قمر خداوند ہے رحمت کی جگہ  
 جس کو اب لوگ کہا کرتے ہیں ”عبرت کی جگہ“

صنف نازک کے ستارے سے ہوئی اسکی ریگت      کہ نہ عزت ہے - نہ دولت ہے نہ علم و حکمت  
 عمل زشت کا گردن میں ہے طوق لعنت      پاؤں میں بستہ تار رسن عبدیت  
 یوں تو مشرق کی ہر اک قوم ہے ادبازیں فدو  
 حال مسلم ہے مگر سب سے زیادہ پروردو

کون مسلم؟ وہی فرمانبر شاہ انسان      ہاں وہی مصلح اخلاق نبیہ انسان  
 ہاں وہی اونجہ دہ رایت جاہ انسان      ہاں وہی نور دہ بخت سیاہ انسان  
 ہاں وہی واقف عقلیت اسباب و علل  
 ہاں وہی واصف حریت افکار و عمل

اب وہ محکوم ہے تھا خیر اہم جس کا لقب امر بالعرف نہ وہ نہی عن المنکر اب  
مجھ سے پوچھے جو کوئی اسکی غلامی کا سبب تلب آزادی عورات کو نگہی بہ ادب  
چین تجھ کو نہ ملا۔ میرے ستانے والے  
تو بھی ٹھنڈا نہ رہا۔ جی کے جھلانے والے

اب بھی دے قدرت ایثار جو رب قدرت کے اب بھی گر شومی قسمت ہو جدا قسمت سے  
یعنی ہوں مرد گذارہ کش انانیت سے یعنی عورات ہم آغوش ہوں حریت سے  
قوم کی سمت رخ شاہد عزت مڑ جائے  
صورت ہوش رخ غیر سے رنگت اڑ جائے

مرد وزن مل کے اٹھا سکتے ہیں وہ قتل بار کانپ اٹھا جس سے دل ارض و پہر و دار  
مرد وزن مل کے لگا سکتے ہیں وہ کشتی پا جو قلیع متلاطم میں پڑی ہے بے کار  
آؤ۔ وحدت کی امانت کو اٹھالیں مل کر  
آؤ۔ اسلام کی کشتی کو بچالیں مل کر  
بھائیو! عرض دل زار کو منظور کرو خانہ قوم کو تعلیم سے معمور کرو  
بدگمانی کو دماغوں سے بس اب دور کرو ہاں بس اب تیرگی جہل کو کافور کرو

چھوڑ دے۔ بہر خدا چھوڑ دے انداز ستم  
آيْهَا الْمُسْلِمُ! لَا يُرْحَمُ مَنْ لَا يُرْحَمُ

لہ کُنْتُمْ حَبِیرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ  
تم وہ بہترین امت ہو جو (لوگوں کی رہنمائی) کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیک کام کا حکم دیتے ہو اور  
بڑے کام سے منع کرتے ہو (الآیہ) +

اے مسلم! جو شخص (کسی پر) رحم نہیں کرتا اس پر (خدا کی طرف سے) رحم نہیں  
کیا جاتا +

کچھ ضعیفوں کے ستانے میں خطر ہے کہ نہیں      ظلم پر وعدہ تغذیب سقر ہے کہ نہیں  
تجھ کو کچھ قہر خداوند کا ڈر ہے کہ نہیں      سر پہ ہے ساعت انصاف خبر ہے کہ نہیں

بے گنا ہوں پہ کچھ اچھی نہیں ہوتی بیداد  
حق نہ بخشیکا۔ نہ بخشیکا کبھی حق عباد

شوق نظارہ تھیٹیڑ و بازار نہیں      مقصد حریت و علم یہ زہار نہیں  
حکم برداری شوہر سے بھی انکار نہیں      بخدا پردہ دری کے بھی روادار نہیں

ہے حیا و بادشہ علم کے سر کا افسر  
قول مشہور ہے "اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرِ"

سداہ ستم فتنہ گراں ہے پردہ      خازن معتمد گنج نہاں ہے پردہ  
مظہر شان خداوند جہاں ہے پردہ      جذبہ غیرت مسلم کائناتاں ہے پردہ  
اثر عصر سے محفوظ ہو پردے کا وجود

دور ہوں اس سے جو ناقابل برداشت قیود

آئینکا ہم کو نہ اس فرقہ سے نفرت کخیال      نور احمد نے کیا جس میں نزول اجلال  
بے وفائی کے تصور سے تنفر ہے کہاں      یہ تو با اینہم بیدا و نظم ہے محال  
دل پاکم بہ لب پر گلہ۔ اسے مرد رشید

گرگ آلودہ دہانے است کہ یوسف نہ درید

مرد کا زنب گھٹانا نہیں ہرگز منظور      زن کو بے شہرہ رضا جوئی شوہر ہے ضرور  
لیکن اسکو تو فراموش نہ فرما میں حضور      بطن عورت سے ہوا نور محمد کا ظہور

یہ تنفر۔ یہ حقارت کی ٹکا ہیں کب تک

عرش جنباں ہوں خواتین کی آہیں کب تک

لے علم بہت بڑا حجاب ہے (امام غزالی کا قول)

کچھ سنانے کے لئے آئی ہوں اسدم سن لے کوئی سنتا نہیں۔ توہی سخن غم سن لے  
میرے آقا! میرے پیغمبر اعظم! سن لے بانی اُنْتِ وَاُحْیِ شہ عالم! سن لے  
نکتہ چیں ہیں غم دل ان کو سائے نہ بنے  
کیا بنے بات۔ جہاں بات بنائے نہ بنے

بے خطریتِ فائن سے خزینہ تیرا وحی والہام کا خلوت کدہ سینہ تیرا  
نظم موج سے لا علم سفینہ تیرا جزر و مد کا نگران دیدہ بینا تیرا  
مائیہ راحت مخلوق ہے رافت تیری

باعثِ رحمتِ خلاق ہے بعثت تیری  
تو جب اے آمنہؑ کے نور نظر آیا تھا دہر انوار سے معمور نظر آیا تھا  
منظورِ قوتِ جمہور نظر آیا تھا قیصرِ دل زدہ مقہور نظر آیا تھا  
پہلے آمنہؑ کبر بھلایا تو نے  
پھر سبقِ عزتِ انوار کا پڑھایا تو نے

تیری تعلیم پر امت نہیں کرتی ہے عمل اے سدِ یافتہ کتب استناد ازل  
مژدہ زینتِ جو حریتِ عورات تھی کل آج اللہ غنی ہے وہی پیغامِ اجل  
مرد کب حکمِ شریعت کو بھلا مانتے ہیں  
ذکرِ آزادیِ نسواں سے برا مانتے ہیں

پردہ شرع سے درپردہ ہیں نارض شدید جانتے ہیں اسے قفلِ درمکبت کی کلید  
کرتے ہیں دین میں ترمیم یہ دنیا کے مرید تیرے قانون کو ہے شکوہ و دفعتِ جدید  
بادِ ہے کھن لپاس لکڑ اے شاہ! کسے  
عاشقِ روضہؑ کے ارشاد کی پرواہ کسے

لے میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ لے ہن لباسِ کلمۃ و انتہ بانی کلمۃ۔ تم ان کا لباس ہو اور رہتمارا  
لباس میں۔ (الآیہ) لے وعاشقِ کلمۃؑ ان کے ساتھ خیر و خوبی سے گزارن کر دے (الآیہ)



نیگدل بھول چکے ہیں سَخِنِ اسْتَوْضُوا نہ قَوَارِیْر سے ہیں رَفَقِ پہ مائل سر مو  
اِنْفُوا اللہ سے اب ان کا نہیں شک نہ یہ پروا کہ محب زن مظلوم تھا۔ تو

آہ۔ کیا جوش کرم ہے ترے اس فرمان میں  
”وہی بہتر ہیں۔ جو بہتر ہیں حق نسواں میں“

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ سے ہیں گرچہ آگاہ رکھتے ہیں ایسی احادیث سُنَّے میں اگر اہ  
لوٹ دیتے ہیں ورق پھر کے جلدی سے نکاہ گر لکھا پاتے ہیں لَا تَمْنَعُوا أَمَاءَ اللَّهِ  
یَا دایام۔ کہ منکر ہوئے جب اس سے بلاؤ

ان سے پھر بات نہ کی باپ نے تار و زوال

پردہ شرع پر گر غور ہو ٹھنڈے دل سے پردہ رسم کا شمع بھی ملے مشکل سے  
تھا شغف گرچہ تجھے حریت کا دل سے مگر اغیار ہیں اس امر میں کچھ جاہل سے  
کیا کہوں کس نے تری شرع کو بدنام کیا  
ہائے افسوس تری قوم نے یہ کام کیا

لَهُ اسْتَوْضُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا الْخ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (المحدث) +

عَلَهُ رِفْقًا بِالْقَوَارِیْرِ شیشوں کو ٹھیس نہ لگاؤ۔ (المحدث) +

عَلَهُ اِنْفُوا اللہ فی النِّسَاءِ۔ فَاَنْتُمْ اَحَدٌ تَمْنَعُوْنَ بِاَمَانِ اللہ الْخ عورتوں کے بارے میں خدا

سے ڈرو کہ تم نے انہیں امان خداوندی میں لے رکھا ہے (المحدث) +

عَلَهُ خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِلنِّسَاءِ كُمْ (المحدث) +

عَلَهُ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ۔ طلب علم ہر مسلمان مرد و زن پر فرض

ہے۔ (المحدث) +

لَهُ لَا تَمْنَعُوا أَمَاءَ اللَّهِ عَنْ مَسَاجِدِ اللَّهِ۔ اللہ کی کنیزوں کو مسجدوں میں جانے سے

نہ روکو۔ (المحدث) +





کفر جب نا آشناے خطرہ ایمان تھا  
فرد تھا خونخواری و دشت میں ہر فرد بشر  
یوں تو ہر مغلوب تھا غالب کے ہاتھوں دروند  
عورتوں کے حق میں ہر مذہب کا ہر ملت کا مرد  
باپ ہو یا بھائی ہو۔ شوہر ہو۔ یا فرزند ہو  
مرد کی نا آشنا نظروں میں عورت کا وجود  
اس کے اک اک فعل میں سو سوط ہتکے ناں  
اپنے جان و مال پر مطلق نہ تھا عورت کا حق  
مرد ہی تھا مایہ دار روح و احساسات ل

کیا کہوں تم سے۔ جو حال مفضل امکان تھا  
مختصر یہ ہے کہ جو انسان تھا حیوان تھا  
سب بڑھ کر زخم خوردہ فرقہ نسوان تھا  
جانور تھا۔ دیون تھا۔ عفریت تھا۔ شیطان تھا  
مرد کل اشکال میں فرعون بے سامان تھا  
ایک مورت۔ اک کھلونا۔ اک تن بے بان تھا  
اس کا ہر ہر حرف۔ اف۔ اف۔ تیغ تھا۔ پیکان تھا  
مرد ہی ذی اختیار و صاحب فرمان تھا  
مرد ہی حق دار گنج عیش و اطمینان تھا

لیکن آخر دل ہی دل میں گھٹنے والی بد دعا  
اک سراپا نور حق۔ اک پیکر روشن رواں

کر گئی وہ کام جس سے ہر بشر حیران تھا  
دہر کے نلکت کدہ میں ان دنوں مہمان تھا

دیکھ کر یہ ظلم - یہ عاجز کشی سینہ میں وہ دل کڑھا - جو عازنِ قرآن تھا  
 زن کو فرمایا خصوصیت سے اس نے بہرہ و کل جہاں پر عام جس کا سفرہ فیضان تھا  
 تزدہاں رہتا تھا عورت کی حمایت میں سدا وہ کہ جس کا ہر سخن شیریں تر از زبان تھا  
 عورتیں حریت کا مل کی ٹھیریں مستحق بسکہ پاس اقتضائے فطرت انسان تھا  
 فرض ٹھیرا عورتوں پر علم مردوں کی طرح گو عرب انوارِ علم کی گورستان تھا  
 تین چیزیں جو خصوصیت سے قصیں مرغوب طبع صاف ثابت ہے۔ اک ان میں فرق نہواں تھا  
 اے حقیقت جو! ذرا پڑھ خطبہ حج و دواع عورتوں پر مرحمت کا اس کو کتنا دھیان تھا  
 اس وجود پاک کی مشکل کشائی سے کھلا ”غیر ممکن“ کہتے تھے جس امر کو ”آسان“ تھا

بن کے بُت کیوں سنتے طعن مَالِكَةَ لَا تَنْفَقُونَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفَاسِقِينَ  
 نطق کی نعمت کا کب لازم ہمیں کفران تھا  
 اس بیان کو ”شرع کی تحریف“ کہنا ہے غلط  
 جیسے یہ کہنا کہ ”بے جانون کا اعلان تھا“

لے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بات چیت نہیں کرتے ؟





## تصادم رواج و شرع

صوبہ پنجاب میں لڑکیوں کو محروم الارث کرنے کا جو شریعت سور رواج قائم ہے اس کو ۱۹۱۵ء میں قانونی استحکام بخشنے کی تجویز زیر بحث تھی۔ خاکسار نے بھی بذریعہ

اخبار حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا

جو حق پرست تھا۔ وہ ہے دنیا پرست آج مسلم شراب حرص و ہوا سے ہے مت آج  
روز جزا کی فکر دماغوں سے دور ہے جس طرح دل سے عظمت یوم الت آج  
اے آسمان! پھٹ نہیں پڑتا تو کس لئے دنیا سے دون۔ دین پہ ہے چیرہ ست آج  
اسلام کے وجود میں ہے اختلاف رائے ہستی میں ہے مباحثہ نیست بہت آج  
خود کام چاہتے ہیں کہ پاسے رواج فتح شرع محمدی کو ہورن میں شکست آج  
راج ہوزن کو ترک نہ ملنے کی رسم بد

ہو فیصلہ شریعت حقہ کا مسترد

زنہار بدگمانی بے جا روا نہیں سرکار عالیہ کی ذرا بھی خطا نہیں  
کیوں ہوا سے مسائل شرعیہ پر عبور وہ کچھ شریک ملت خیر اورے نہیں  
ہو رسم آفرین بھی تم۔ شرع کش بھی تم ہرگز سوا تمہارے کسی سے گلہ نہیں  
پائیگی رسم فتح۔ اگر تم رہے خموش بے مانگے دودھ بچہ کو مال کا ملا نہیں  
سرکار مانگے مشورہ۔ اور تم کرو گریز انصاف سے کہو۔ یہ ہے اندھیر۔ یا نہیں

اے ماہرانِ علم احادیثِ معتبر  
المُسْتَشَارُ مُؤْتَمِنٌ پر بھی اک نظر

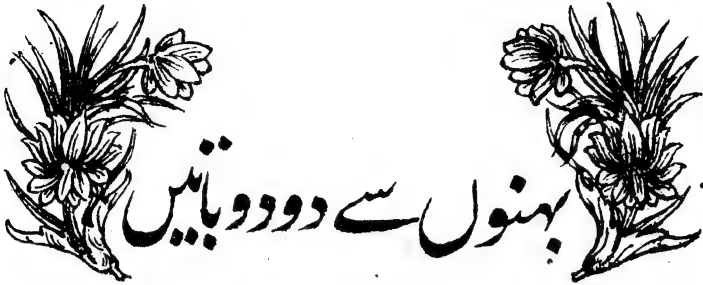
ایسا بھی کیا حیاتِ دوروزہ پہ پھولنا  
ہم بے زبانِ پردہ نشینوں کی لونہ آہ  
کتنے تھے تم تو ”مرد ہیں عورات کے وکیل“  
اک فرقہ ستم زدہ کے واسطے بھی آج  
روکا تھا ہم کو حقِ طلبی سے اسی لئے  
اس مبتدا کی ایسی غم آگین خبر تھی کیا

دیکھو شکستِ شرع پہ اچھا نہیں سکوت

نازل نہ ہو کہیں غضبِ حقِ لایموت

گردوں کو دیکھ کر نہ کہے لفظ ”انتقام“  
تم بھول جاؤ ہم کو نہ بھولیگا پرکھی  
وہ ذات جس نے خاک میں ان کو ملا دیا  
جس نے کرائے کا سہ سران کے پائال  
کمزور کی مدد ہے جسے اک ذرا سی بات  
شہزور کی شکست ہے ادنیٰ سا جمل کا کام

نمِ کلِ حقوقِ شوق سے چھینو۔ نہیں الم  
کیا عدل کو ہے رب سر بیعِ العقاب کم



## دودوبائیں سے بہنوں

یہ نظم مسلم لیڈ نرگس کاغفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ جنوری ۱۹۸۱ء میں پڑھی گئی

لیا تم نے بہت شیریں کلامی کاغز بہنوں  
تہیں جس طرح لایا کھینچیاں شوق نظارہ  
سرے مذہب میں ہے نشر صداقت شکر گویائی  
غضب ہے۔ قہر ہے۔ اندھیرے جہل ان شرع  
جمال شاہد ملت نظر افروز کیونکر ہو  
اگرچہ ذمہ واری جہل نسواں کی ہے مردوں  
ہمارے پائے کشش میں نہیں جب مطلقاً جنبش  
برگشتہ لٹ گو یہ مسئلہ ہے سخت پیچیدہ  
ہمیں میں اپنے سہجمنوں کے حال ارنے نفل  
رکھا بہنوں کو آلودہ جہالت کی کثافت میں  
یہ دھبہ آپ کی زرتار پوشش کو بگاڑ بیگا  
یہ وہ دھبہ ہے جس کو کوئی شے دھو نہیں سکتی  
کسی کے دل میں ہو بھی تو کونسا فرض کا کچھ جس

بس اب ہوتی کامی کی بھی لذت کشا بہنوں  
کیا ذوق تکلم نے مجھے نغمہ سرا بہنوں  
نہ شوق جاہ و عظمت ہے نہ ذوق مرجا بہنوں  
نتیجہ اسکے خود روشن ہیں۔ میں بتلاؤں کیا بہنوں  
کہ ہے اک آنکھ مثل قلب فاسق بے ضیا بہنوں  
خطا بخشو مری۔ تم بھی نہیں ہو بے خطا بہنوں  
تو کیوں ہوں مرد ناجی درو سر میں مبتلا بہنوں  
پریشاں ہو مگر اس واسطے ان کی بلا بہنوں  
کریں پھر بھائیوں کا آہ کس منہ سے بگلا بہنوں  
نہ لگ جائے یہ دھبہ دامنوں پر۔ دیکھنا بہنوں  
یہ دھبہ آپ کو ہر نرم میں شرمایگا بہنوں  
نہ فحلت کا پسینہ۔ اور نہ طواف اشک بہنوں  
برمت ماننا۔ اس حس سے کیا ہوگا بھلا بہنوں

نہ آئیگی۔ نہ آئیگی نظر صورت ترقی کی      نہ ہونگے ہم جو میدانِ عمل میں روزِ نماہنوں  
 سمجھ کر تنگ جس دشتِ عمل کو تنگدل ہو تم      نہاں ہے اس کے اندر وسعت لا اُنہا بہنوں  
 پڑھاؤں حضرت لقمان کو حکمت کا سبق کب تک      دکھاؤں تیرا باں کو مشعلِ تا کجا بہنوں  
 حضورِ کبریا میں دستہ بستہ میں عا خواں ہوں      پیئے آمین "ہو آخر میں تم بھی لب کشا بہنوں

ہمیں یارب! حیات دے۔ رگِ غیرت میں حرکت دے

عمل کا شوقِ رغبت دے۔ عمل میں خیر و برکت دے





# مہذب بہنوں سے خطاب

لیڈیز کانفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۱۵ء میں ڈیڑھی گئی

نہنوں! خدا کے واسطے اٹھو نماز کو  
محفوظ رکھو مثال خط قسمت۔ اے جبین  
یہ عین خطر روح ہے یہ اصل فرح و دل  
ہیسات۔ اپنے ہاتھ سے کرتی ہو بند تم  
کر لو اداے فرض عدم کے سفر سے قبل  
”ترک زکوٰۃ میں ہے تمک مرعج کی بخت“  
قرآن کی تلاوت روزانہ ہے ضرور  
برق پہن کے شوق سے نکلو ضرورتاً  
سر کے گمر نہ رخ سے کبھی گوشہ نقاب  
مل جائیگا خدا تمہیں شوہر کی چاہ سے  
پوشیدہ اپنے عیب کی صورت رکھو اسے  
قصے کہو نہ طفل سے ابطال غیب کے  
مطبخ میں جا کے خود بھی پکایا کرو کبھی  
برباد کن ہے ایسی قمیص گراں بہا

رگڑو در خدا پہ جبین نیاز کو  
اس نقش سجدہ۔ اس سدا امتیاز کو  
جان و قضاے جاں نہ اداے نماز کو  
روزے نہ رکھ کے غلہ کے درہائے باز کو  
جب دو ہزار جمع ہوں۔ چل دو حجاز کو  
چلے میں ڈالو۔ بھاڑ میں جھونکوں آں باز کو  
بھولو نہ جسم و روح کے اس چارہ ساز کو  
سمجھو غنی ثبوت سے اس کے جواز کو  
بھولو نہ شوخ چشمی نظارہ باز کو  
سمجھو ذرا حقیقت عشق مجاز کو  
شوہر کا راز سمجھو نہ شوہر کے راز کو  
از بر کراؤ سیرۂ شاہ مجاز کو  
پیچھے ہٹو نہ سونگھ کے لسن کو پیاز کو  
ہے اس پہ فوق پیر مین خانہ ساز کو

بگڑو نہ پند ناصح اخلاص کش سے

سوچو شعار مالک نمکتہ نواز کو



## دام فریب



مشنو فسون زہد کہ در تیرہ خاک ہند ہر کس نیافت دولت دنیا۔ فقیر شد  
(شیخ علی حنین)

منظومہ ۱۹۱۵ء

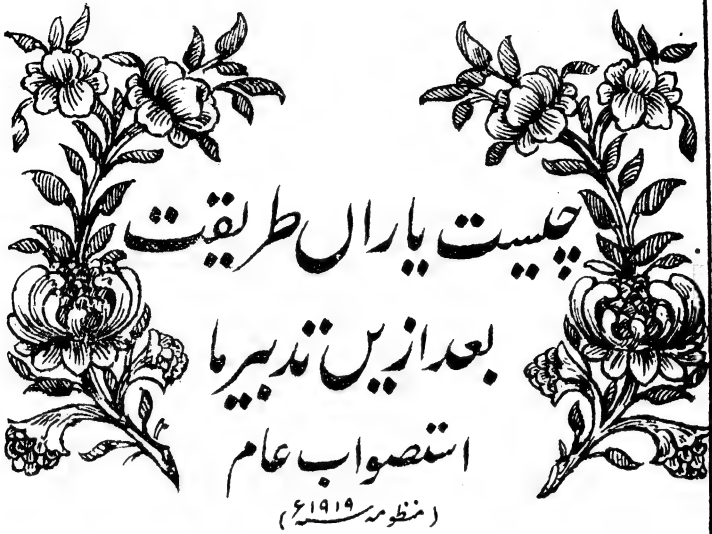
ہن! یاد رکھ دست حسرت ملے گی سیاؤں کے کہنے یہ گر تو چلے گی  
جنم میں جھونک اے ہن! یہ فیتلے انہیں کی طرح ورنہ تو بھی چلے گی  
یہ تعوید کیا پار بیڑا کریں گے بھلا ناؤ کاغذ کی کیونکر چلے گی  
فقیروں کی پوجا۔ جو کی زر کی دہن میں فقیری ہی چھاتی ہے کودوں دیگی  
سلامت رومی نقش چلتا ہوا ہے تری ہر بلا اس عمل سے ٹلے گی  
میاں پاؤں دھو دھو کے تیرے پیئے گا جو تو پاؤں دابے کی پنکھا جھلے گی  
دعائیں جو تولے گی بوڑھے بڑوں کی تو دودھوں نہائے گی۔ پوتوں پھلے گی

مرے ڈھپ پہ لانے کی کیوں بخت و پرزہ  
نہ یاں وال اسیر شکم کی گلے گی

\*\*\*

لے یہاں فقیر سے مراد ارباب غرض دریا ہیں ورنہ اصلی اولیاء اللہ کی خدمت و اطاعت

سعادت داریں کا موجب ہے +



آہ۔ کز گردوں گزشت آوازہ تخفیر ما  
چرخ را صد رخنے در جان میکند تیر آہ  
نور مندی میکند پرورده آغوش زن  
اے مسلماناں! فحشاں از محنت بندگراں  
خواہران! ناچند مہر خامشی را نشکینم  
بے کشود کار زین جا بر فخرید۔ اے زناں  
ہاں بفرمائیہ۔ اکنون چیت تدبیر فلاح  
ہمچنین با شیم در قعر مذلت سرنگوں  
تارک آئین شرع پاک شد صنف رجال

در ملائک شد سمر محرومی تقدیر ما  
بسے در خون نہ غلطانیہ۔ آہ از تیر ما  
آنکہ قوت یافت جسم لاغوش از شیر ما  
نیت در عالم بی۔ کو بگسلد زنجیر ما  
تا کجا بازار شکر نشکند تقریر ما  
تا نہ خیزد فتنہ ہا از غفلت و تاخیر ما  
عدل جوید یا نہ جوید۔ فرقہ و لگیر ما  
یا کند جولاں بے گردوں مرکب توقیر ما  
آنکہ ہست از حکم رب فرماندہ ما۔ میر ما

دوش از مسجد سوے میخانہ آمد پیر ما  
چیت یاراں طریقت! بعد ازین تدبیر ما

## طبقہ انتہا پسند

باید اکنوں - رونق محفل شود تنویر ما	باید اکنوں - خواب از چشم حریف مارود
باید اکنوں ختم گردد قصہ نحقیر ما	ابلیش دانیم - اگر ناصح کند آہنگ پسند
جاہلش خوانیم - اگر واعظ کند تکفیر ما	ہر کہ از تیغ زبان دلماسے ما پر خول کند
زود تر خواهد شد از تیر نظر پنجیر ما	دامن مردان - ز خون دین حق آلودہ است
خوش نشنید - این نخواہد شد گریبان گیر ما	ہاں مگر نشنیدہ اید؟ اے خواہراں حق شنو
دی - چہ خوش گفتند مردان نکو تقریر ما	چہرہ بنمائید - تا مستور ماند جہل قوم
کم کند این شرم - تا افزوں شود توقیر ما	دست نابینا بدست گرہاں افتادہ است
معرض گریک بیند ننگ و نقصیر ما	

ما میدان رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں  
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

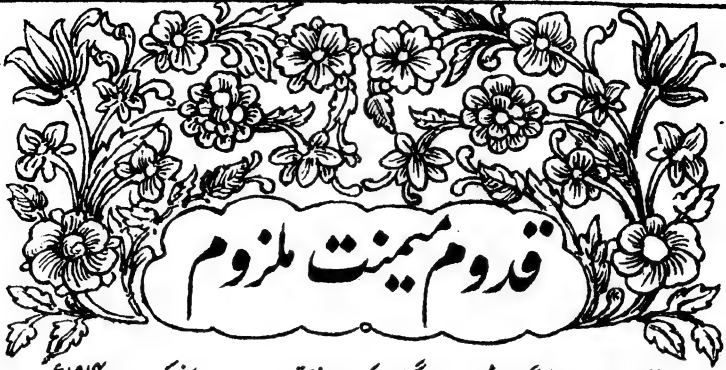
## طبقہ اعتدال پسند

کشتہ گرد و دیو حراماں عاقبت از تیر ما	کام غمخواران بر آرد آہ پر تاثیر ما
از دعلے صبح گاہ و نالہ شبگیر ما	حاجب باب اجابت بالیقین چیز و خواب
کر کند گوش حریفان نعرہ تکبیر ما	کرد باید - بہر حریت جہاد بے قتال
حق نہ بخشد این گناہ واجب التغیر ما	ور - درین سود از حصن دین حق بیرون چیم
پایے ما گردد مبادا خستہ شمشیر ما	ایں چہ ظرف است - الا - تا کام ننہیم اندرو
کرد احمد مدح دین خواہراں پیر ما	مایہ ناز زناست - امتثال امر رب

لے آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا اَلَا بَدِیْنِ الْعَجَائِزِ بُرْهَیْنَ سَے دین حاصل کرو +

حکمران ما. ہلا. شاہ رسولان است و بس      آرے آرے۔ غیر او ہرگز نباشد میرا  
 آنکہ بد پنهان بقلبش الفت جنس لطیف      آنکہ بد پید از قولش عزت و توقیر ما  
 طاعتش اسلام ما۔ عشق خوش ایمان ما      رویتش فردوس ما۔ خاک رهش اکیسیر ما  
 ما دوست و دامن پیر خمستان حجاز  
 نیست یاراں طرقت! غیر ازین ندبیر ما





## قدمِ مہمنتِ ملزوم

یہ نظم سلطانِ یورڈنگ ہاؤس (علی گڑھ) کی رسم افتتاح میں بتاریخ یکم مارچ ۱۹۱۳ء خاکسار کا نام و نشان ظاہر کئے بغیر پڑھی گئی تھی اور بعد میں ترمیم و تصرف کے ذریعہ کسی قدر درست کی گئی۔

اس مجموعہ میں ان اشعار کی شمولیت کا مقصد اس سے زیادہ نہیں ہے۔ کہ میری عزت و توقی بنیں اپنے فرقہ کے ایک الماس بے بہا کے زریں کارناموں پر غور کر کے کمر بہت باندھیں اور اس کے شاندار تعلیمی جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر حسبِ مقدور قومی خدمات انجام دیں۔ اور جذباتِ فخر و مسرت کے یہاں ہیں زبیدہ خانوں۔ ضیہ سلطانہ اور نور جہاں بیگم کی روشن دماغی کے اس جیتے جاگتے شہر کے حق میں ترقی و عروجِ اقبال کی عاکرین

خندہ زن ہیں اہل دل مثل گل گلزار آج  
عجب قرب شاہ سے بے شادی کئے نوشاہ ہیں  
دولتِ فخر و مسرت سے ہیں مالا مال سب  
کشت جان کی قطرہ جوئی نے کیا طوفانِ پیا  
ہو گیا سرسبز یکسر لالہ زار آرزو  
کام نکلا تم سے اپنا۔ نالہاے نیم شب  
حضرت عیسیٰ کو لایا چرخ چارم سے یہی  
نغمہ زن جوں عندلیب شکرین منقار آج  
کیف جامِ فرح سے بے مے پئے شزار آج  
مٹ گیا فرقِ قبیحِ مفلس و زردار آج  
جوش میں آیا ہے بحرِ رحمتِ غفار آج  
واہ وا۔ کیا رنگ لایا دیدہ خونبار آج  
قسمتِ خوابیدہ آخر ہو گئی بیدار آج  
دل سے دیتا ہے دعائیں درد کو بیمار آج

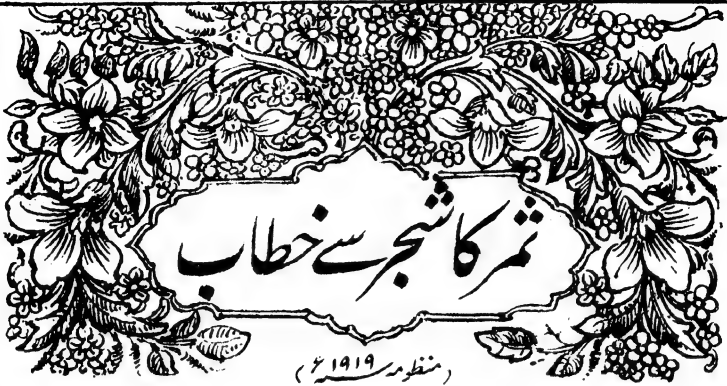
جلوہ اقبال رودر رو نظر آنے لگا  
جہل کے لشکر پہ غالب آگیا سلطان علم  
ہو گئی رودر قفا تار کی ادبار آج  
جس طرح اٹلی پہ ہے ستوسی جہاں آج

ہے زمانہ مدرسہ کی آج رسم افتتاح  
چ زمانہ مدرسہ بنیاد قصر علم ہے  
کیوں ہر اک رخ پر مسرکے نہوں آثار آج  
ہاں یہی ہے تکیہ گاہ قوم بے تکرار آج  
مہمان مدرسہ ہے ملکہ گردوں حشم  
یعنی سلطان جہاں بیگم مروج کمال  
مطلع ملت ہے جس سے مطلع الانوار آج  
تو نے ڈوبی قوم کا بٹیر کیا ہے پار آج  
تیری دولت خواہ ملت - تیرا دت سنج ملک  
صادق آیا تجھ پہ قول سیدالابرار آج  
تیری چشم لطف مثل ابر ہے دربار آج  
جیسے اپنا جوش دل مستغنی اقرار آج  
اے زہے قسمت - کتنی تجھ سی ملکہ زین ثاق  
آکے یاں خود ہمو بخشنے دولت دیدار آج

نذر کولائی ہوں میں اے بلبل باغ کمال  
خدمت والا میں اک گلہ ستا شعار آج

لے سید القوم خادِ مہم - سردار قومی خادم ہوتا ہے (المحدث)





کسی اکتائے ہوئے غلط کار نے حضرت ناصح سے کہا تھا کہ متبدل! سوباتوں کی جگہ سو کی ایک بات کہہ دیجئے "فی الحقیقت مختلف مباحث پر گھنٹوں مغزمانے سے صرف ایک خاص بنیادی امر پر زور دینا زیادہ مفید ہے۔ چنانچہ ازالہ مرض کے لئے مرکب ادویہ کی نسبت مفرد دوا اور بھی تیر بہدف ثابت ہوتی ہے +

اور اگر وجدانیات کا سحر خطابیات کے اثر پر فائق سمجھا جائے۔ تو اس بنیادی امر میں ناصحانہ انداز استعمال کرنے کے بجائے جگہ بینی کو آپ بیتی کے پیرایہ میں کہہ سنانا چاہئے +

میں ان اوراق میں بہنوں کی درستی اخلاق کے متعلق سوباتیں کہہ چکی ہوں اور خدا پرستی۔ اطاعت شوہر۔ تربیت اولاد۔ خانہ داری وغیرہ تمام نسوانی فرائض پر اظہار خیال ہو چکا ہے۔ اب خاموش ہونے سے پہلے سو کی ایک بات بھی گوش گزار کئے دیتی ہوں +

ہمارے اجتماعی ادبار کا بڑا سبب انفرادی تباہی اخلاق ہے۔ اس ملت کش مرض کی صکی دوا یہی ہے کہ

آنکہ تنت پارہ از جان اوست      قطرہ از چشمہ حیوان اوست



خدمت اوکن کہ بجائے رسی برگ دہش تانبو اے رسی  
دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے ایک رہنما کی بے ضرورت ہے  
کہ حوادث گوناگوں کے چکر میں پھنس کر بعض اوقات ہوشیار سے ہوشیار آدمی کی  
سٹی گم ہو جاتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ماں باپ سے زیادہ بے غرض۔ جان نثار  
اور واقف حال رہنا پردہ دنیا پر دستیاب ہو سکتا ہے +

نئی روشنی کی سب سے نمایاں مضرت یہی ہے کہ ناقص طریق تعلیم کے سبب  
والدین اور ان کی نصائح کو چشم استحقار سے دیکھا جانے لگا +

نظم ذیل میں محبت کے اس پاک و مقدس جذبہ کا نہایت ہلکا سا اظہار ہے جو اولاد کو والدین  
سے قدرتا ہوتی ہے۔ بلاشبہ یہ اشعار اس ذات خاص سے متعلق ہیں جس کے نام یہ مجھ  
منسوب ہے۔ تاہم ہر لڑکی ان پر غور کرنے سے اپنے فرزندانہ جذبات محبت میں تلاطم  
وہجیاں پیدا کر سکتی ہے +

شب کو جب ہوتا ہے حاصل فکر دنیا سے فراغ	یاد عہد رفتہ سے معمور ہوتا ہے دماغ
اس تماشا گاہ میں کل وافحات بچ و فرح	گھومنے لگتے ہیں چلتی پھرتی تصویرنگی طرح
دیکھ کر چھن جانے والے گوہر نایاب کو	دیکھ کر ٹھپ جانے والے روئے عالتاب کو
مشتعل ہوتا ہے دل پہلو میں انگائے کی طرح	مرعش ہوتا ہے رخ پر اشک سیلے کی طرح
کھینچتی ہوں سینہ سوزاں سے آہ پر شرر	پوچھتی ہوں جانب گردوں اٹھا کر چشم تر
”سچ بتا اے ماہتاب! اے عابدِ شبنم نہ دار“	تو نے دیکھا ہے کبھی مجھ ساحرین مجھ سافکار
جیسے بادِ شرط سے ہو کج روی کشتی کی دو	انتقالِ ذہن سے لیتا ہے جائے غم سرور
”اے دل نادان! نہیں بے خبر مارو کی چپک	تیرے اوپر خندہ دندانِ نامہ ہے۔ اور فلک“
یہی شب کھا کے آنکھوں کی سیاہی کی قسم	کہہ رہی ہے ”نہجہ سے روشن بخت میں دنیا میں کم“
ہاں سری مونس ہے وہ جان گراں قدر و عزیز	گنجِ ہفت اقلیم جس کے آگے ناچیزِ دیشیز

جس کا رخ مرہم ہے زخمِ فراقِ احباب کا  
جس کی جاں ہے میری فکرِ منفعت کی مستقر  
میرے اوپر ہے شرفِ حاصل اسے ہر بات میں  
ہے اسے ہر وقت میرے رخِ جزا کا خیال  
مجھ کو ہے اس کے سبب حاصل بدیں حالِ زبوں  
طفل شیریں خندہ و شیریں لب شیریں ادا  
شاد ہیں میری طرح۔ لیکن نہیں۔ اتنے کہاں  
اس قدر خنداں نہ ہوگا خسر و گلشن کا گلاب

بوسہ شیریں ہے جس کا تلخی غم کی دوا  
جس کا دل ہے میرے غم کے سامنے سینہ سپر  
تجربے میں علم میں حکمت میں۔ ذہنیات میں  
کیوں مجھے غمگین کرے پھر اپنی حالت کا خیال  
ایک وجدانی مسرت۔ ایک روحانی سکون  
خوش نوا۔ خوش باش۔ خوش بہوار خوش پیکر نوا  
میں ہوں جتنی تیری آغوشِ کرم میں شادمان  
اس قدر نازاں نہ ہوگا قیصر گردوں کا باب



اے مرے پیلے! مرے بے انتہا پیارے پر  
تو نظر آتا ہے پاک و برتر و دلکش مجھے  
تیری الفت۔ تیری طاعت۔ تیری تقلیدِ صفات  
قی رسی کی کعبہ مقصودِ تیرا دل ہے راہ  
باپ گر ہو و جدِ حیرت خو میں شیطاں کے لئے  
پھر مری نظروں میں ہوگی تیری قوتِ کثرت  
حشر سے پہلے جہاں میں شورِ نفسی ہے ہوا  
و دستِ حسنِ خلق کے۔ محکومِ دولت کیلئے  
پر غرض سے بے غرض ہے تیری شفقت اے پد  
گر مری تغیرِ خو پھیلائے ہر سو برہمی

کیا نہیں تجھ کو مرے جوشِ محبت کی خبر  
سیاری دنیا۔ سارے عالم۔ ساری مخلوقات  
میری راحت۔ میری جنت۔ میری تدبیرِ نجات  
تیرے طوفِ رخ سے پاتی ہے تو اب حجِ نگاہ  
حاملانِ عرش سے افضل ہے انساں کے لئے  
اے صفائش! اے ملکِ خو غور کر اندازہ کر  
ہے نہاں شخص کی الفت کی تہ میں مدعا  
خوش لطف و مہر کے۔ پیکرِ لیاقت کیلئے  
مجھ سے تو میرے لئے رکھتا ہے الفت اے پد  
تیری الفت میں نہ آئے گی نہ اُننگی۔ کمی

لَهُ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ (الحديث) مِمَّا مِنْ وَلَدٍ بَارٍ يُنْظَرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ  
إِنَّ اللَّهَ لَكُلِّ نَظْرَةٍ حَسَنَةٍ مَبْرُورَةٌ. (الحديث)

ڈرنیس میری روٹس سے نفس کو آفات کا  
تیرے ڈر سے قفِ حفظ جسم جانِ تہی ہوں میں  
کاش میں یونہی رہوں شش تو یونہی رخصتی رہے  
تیرے ان لہجے خدا سے نہ نکلیں جھڑکیاں  
آہ۔ میں ہرگز نہ بھولوں گی وہ ایامِ طرب  
جب مجھے آتے تھے دنیا کے یہی دو چار کام  
جنبِ شاد و عیش افزوں تھا۔ خرد کم عقل کم  
لب تک آیا تھا نہ جامِ شنگی افزائے علم  
تھا یہ حال علم گر سیدھی لکیر اک دیکھ لی  
آہ۔ میرا عہد طفلی۔ تو بہ۔ عہدِ سلطنت  
تیرا گھر وہ سرزمین تھی جس میں میرا راج تھا  
تھی نظر سے دور اک محصورہ۔ اک حورِ جاناں  
شب کو اکثر تجھ کو سرٹانے کھڑا پاتی تھی میں  
ہے سرے نزدیک سارا دقہ کل کی سی بات  
تو نے جب بازیچہ اطفال میں رکھا قدم  
اف وہ ننھے شاکہیوں کے منہ بننے کی ادا  
اپنی لغزش یاد ہے۔ تیری نصیحت یاد ہے  
”میری بیٹی! میری بیٹی ہو۔ تو بچنا جھوٹ سے“  
یوں سرے پیش نظر ہے ابتدائی زندگی  
وادرِ یغا۔ دن دھارے۔ کل جہاں کے سامنے  
لوٹ آ۔ اے عشرتِ ایامِ طفلی! لوٹ آ

رشتہ پا ڈر ہے تیرا اور خدا کی ذات کا  
تیرے خوش رہنے کی خاطر شادماں رہتی ہوں میں  
کاش مستقبل سدا آئینہ ماضی رہے  
شعلہ افشاں ہوں نہ یہ قصرِ ارم کی کھڑکیاں  
جب مجھے حاصل تھا ”بچہ“ کا محبتِ زالقہ  
کھیلنا۔ کھانا۔ پہننا۔ شادماں ہنا مدام  
جب پہیلی تھیں۔ معما تھیں۔ لغاتِ فکر و غم  
طبع تھی ناواقف آزاد استقائے علم  
ہو کے خوش ”آہا الف آہا الف“ چلا اٹھی  
کس قدر رشکِ آفرین تھا۔ کس قدر تکبر  
تیرا زانو تختہ تھا دستِ شفقت تاج تھا  
میں سمجھتی تھی کہ میرا باپ ہی ہے میری ماں  
پیاری کی نظروں سے جھک کر دیکھنا پاتی تھی میں  
کیا تجھے بھی یاد ہے؟ اے والدِ عالی صفات  
لڑنے والوں نے بنایا کس طرح تجھ کو حکم  
اور وہ جج کے مسکرانے سر ملانے کی ادا  
یاد ہے مجھ کو وہ اندازِ ملامت یاد ہے  
عیب جو بدتر سے بدتر ہے۔ وہ اچھا جھوٹ ہے  
یاد بھی جس طرح آدم کو بہشتی زندگی  
میرا گنج عیش لوٹا رہزنِ ایام نے  
پھر مجھے اکبار۔ بس اکبار۔ اپنا منہ دکھا

اے پدر! آغوش تیری ہے وہ دارالانقلاب  
 جس میں ہوتا ہے متبدل عہد طفلی سے شباب  
 تو وہی رہبر۔ وہی استاد ہے میرے لئے  
 میں وہی بچی۔ وہی نا فہم ہوں تیرے لئے  
 مہربان، گرچہ تیرا پاس جذبات لے پد  
 کہہ رہا ہے دل زبان بے زبانی سے مگر  
 ہو جدایقوب سے یوسف نہ زنداں کیلئے  
 پھل نہ مہجور شجر ہو خلق انساں کیلئے

جب کہوں میں خیر باد اس عالم حق پوش کو  
 روح چلدے سوپ کر قاب تری آغوش کو

الفقیرة الفانیہ

ز۔ خ۔ شش (علی گڑھ)



# ادبی کتابیں

چترا۔ ملک اشرف ڈاکٹر اہل اندرون تاجہ ٹیگور جی کی شاعری کی قیمت یہ رہی ہے ایک لاکھ روپیہ کا ڈرا  
 ان کو دے کر اپنی قدر دانی کا ثبوت دیا ہے۔ ان کے شعور و رنگ ننگے چتر اکا اردو ترجمہ اور ڈرامہ  
 لے کر لے گا ایک مختصرہ لطیفہ واقعہ ہے۔ اور اس میں بطور تشبیل کے محبت کے تحقیقی معنوں کو برتا  
 دیا ہے۔ اور غوی سے بیان کیا گیا ہے۔ اور ان چند اوراق میں مشرق کی تحقیقی روح منہ ہے، کتاب  
 کا ایک ایک لفظ تحقیقی سے مسموم ہے۔ اور مضامین حسن و غوی سے اس کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے  
 شیخ حسن۔ روحانیات کے متعلق یہ ایک نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ اور چشم دید واقعات پر مبنی  
 دنیا میں ہوں گا جو وہ ہے یا نہیں؟ وہ جس دنیا میں ہوا کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ انہیں جھڑک  
 طرح کرتے ہیں۔ اور ان کے اقدار میں کیا کیا ہے؟ ان سب باتوں کا اس کتاب میں ذکر ہے  
 شیخ حسن کی دردناک داستان اور رشیدہ کا اظہار انہماک انجام انکھوں میں آنسو بھرا ہے۔ عالم اروا  
 کا بیان ہر ان کے رشتے کھڑے کرتا ہے۔ اور مصطفیٰ اور علی دونوں جہانیوں کے یک کر اس  
 عینیت مکمل اور دلچسپ ہیں۔ کہ بہت کم اردو ناہوں میں یہ بیان کئے گئے ہوں گے۔ اور مولانا  
 بدایونی علی صاحب قیمت ۱۲

ماہ جسم۔ از مصنفہ فہم مولوی راشدہ الخیری دہلوی۔ فاروق اعظم کے عہد مبارک میں مملکت ایران  
 کا بھانے کے لئے مسلمانوں کے لئے نظیر بنی کارنامے۔ فرزند ان ایران کا سر فروشانہ مہر ہی ہوتا  
 ایرانوں کا پروانہ وار شمع وطن پر قربان ہونا۔ حسن و عشق کے جذبات لطیفہ کی حقیقت طرا  
 دیکھنی ہوں۔ تو ماہ جسم پڑھئے۔ قیمت قسم اول چھ۔ قسم دوم چھ

سکھنے کا پتہ

دارالاشاعت پنجاب لاہور

مطہر۔ دہم عام سلیم پریس لاہور باہتمام سیانہ دہی صاحب



ز-۸

۸۹۶۵۵۲۱۶

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۹ مارچ

۱۸ مارچ

۱۷ مارچ

۱۶ مارچ

۱۵ مارچ

۱۴ مارچ

۱۳ مارچ

۱۲ مارچ

۱۱ مارچ

۸۹











